نظمِ قرآن: حسین علی الوانی کے افکار کا مطالعہ

(Coherence in the Quran: A Study of the Thoughts of *Ḥusain ʻAlī al-Wānī*)

* Saifullah

** Dr. Hafiz Muhammad Shahbaz

Abstract

Naẓm-e-Quran (Coherence in the Quran) is the prominent branch of *tafsīr* sciences. This paper studies the subject in context of the exegetical views of *Mawlānā Hussain ʻAlī al-Wānī* (1867-1944), a prominent scholar of the referred field of Qur'ānic exegesis. *Al-Wānī's* significant work in the area is his *tafsīr "Bulghat al-Ḥairān fī rabṭ Āyāt al-Furqān"*, in which he discusses the coherence and orderliness in Qur'ānic Suras and verses from beginning to the end. *Al-Wānī* views on the subject are unique in nature as they do not deviate from the traditional views of classical *ʻUlamāʻ*. His sources in his commentary have been *Ḥadīth*, interpretations of the companions of the Prophet (ﷺ) and the context of the revelation of the verses. His approach towards *Naẓm* of the Quran has made his position unique and significant among the *Qur'ānic* scholars.

Key Words: Coherence, *Qur'ānic* exegeses, *Hussain ʻAlī al-Wānī*

قرآنی علوم میں سے نظمِ قرآن کو متعدد علما کے یہاں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اس ضمن میں مختلف علمانے اپنی اپنی تفاسیر میں نظمِ قرآن کے نظریے کو مد، نظر رکھتے ہوئے اپنے تفسیری افکار پیش کیے ہیں، انھیں علما میں سے ایک نمایاں عالم مولانا حسین علی الوانی(1867ء-1944ء)ہیں۔ ان سطور میں نظمِ قرآن کے حوالے سے آپ کے تفسیری افکار کا مطالعہ پیش کیا گیا

* PhD Scholar Islamic, UET, Lahore

** Associate Professor of Islamic Studies, UET, Lahore

ہے۔ اس ضمن میں یہ اسلوب اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے مولف اور ان کے اہم کاموں کا تعارف پیش کیا گیا ہے، اور بعد ازاں نظم قرآن کے حوالے سے ان کے تفسیری افکار کو اہم نکات کی شکل میں پیش کر کے نتیجۂ بحث مرتب کیا گیا ہے۔

حسین علی الوانی اور ان کا کام: ایک تعارف

مولانا حسین علی کا تعلق واں بھچراں ضلع میانوالی سے تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں کے قریب موضع "شادیا" اور بندیال میں مولانا سلطان محمود اور تھل کے موضع "تلہریاں" میں دیگر اساتذہ سے حاصل کی۔ بعض کتابیں اپنے والد ماجد حافظ میاں محمد سے پڑھیں۔ درسی کتابوں میں سے "میزان الصرف" سے حمد اللہ تک اپنے علاقہ کے مشہور اساتذہ کرام سے پڑھیں۔ مولانا حسین علی نے سہارن پور میں مولانا محمد ظفر نانوتوی سے 1303ھ میں قرآن کریم کی تفسیر اور ترجمہ پڑھ کر امتحان میں شرکت کرکے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ پھر 1304ھ میں کانپور شہر تشریف لے گئے۔، اور تمام درسی کتابیں عقلی اور نقلی مولانا احمد حسن کانپوری سے پڑھیں۔ آپ نے احادیث کی کتب سنن ترمذی، سنن ابو داؤد اور صحیحین مولانا رشید احمد گنگوہی سے پڑھیں۔ اٹھارہ سال کی عمر میں حصول علم کے لیے دوسرے شہروں کا سفر کیا تھا۔ اپنے اسباق کی باریکیاں انتہائی انہماک و ایجاز کے ساتھ اپنے اسباق کے دوران لکھ لیتے، اور ان فٹ نوٹس کو بہت عزیز رکھتے۔ پھر اپنے قصبہ واں بھچراں (ضلع میانوالی) لوٹ آئے اور اپنے استاذ شیخ عثمان بن عبداللہ کے پیچھے پیچھے مستقل رہنے لگے، ان سے طریقہ دینی حاصل کرکے اجازت حاصل کر لی۔ آپ مولانا مظہر نانوتوی، شاہ محمد اسحاق شاہ کے واسطوں سے عبدالعزیز محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔[1] 1304ھ میں جب آپ اپنے زمانے کے کبار علماے احناف سے حصول تعلیم سے فراغت کے بعد واپس اپنے قصبے لوٹے تو واں بھچراں میں تدریس کا آغاز کیا۔ ابتدا میں درسی کتب و فقہ وغیرہ فنون کی کتابیں پڑھائیں۔ آپ کے پاس دور دور سے طلبہ پڑھنے آنے لگے۔ پھر آپ نے قرآن مجید کے ترجمہ و تفسیر کا آغاز کیا۔ آپ بڑے مدلل اور پر مغز طریقے سے تفسیر پڑھاتے۔ آپ کی اس مہارت تفسیر کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ آپ نظم قرآن کو خصوصی توجہ دیتے اور قرآن کا مغز اور خلاصہ بیان کرتے، آپ کے نزدیک قرآن کا اصل موضوع توحید ہے، اس کی وضاحت پھر آپ کے قابل شاگردوں نے بعض کتب میں خوب کی۔ آپ کا یہ طریقہ تدریس اپنے ہم عصر میں بالخصوص حنفی علما سے منفرد حیثیت کا حامل رہا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کہ پاس ایسے علما بھی تفسیر پڑھنے آتے تھے جن کی زندگیاں درس و تدریس میں گزر چکیں تھیں۔ آپ کے اس سلسلہ تفسیر کو آپ کے تلامذہ نے آگے بڑھایا اور اس میں بڑی کامیابی حاصل کی۔[2] آپ کی اہم تصانیف میں یہ ہیں: 1۔ بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان 2۔ التبیان فی تفسیر القرآن 3۔ تحریرات حدیث علی اصول التحقیق 4۔ تقاریر صحیح بخاری (تقریر الجنجوہی) 5۔ تقاریر صحیح مسلم (تقریر

---

[1] عبدالحمید سواتی، مقدمہ فیوضات حسینی، ترجمہ۔ تحفہ ابراہیمیہ (گوجرانوالہ: مدرسہ نصرت العلوم، 2009ء)، 7: 8؛ ضیائے توحید سرگودھا، شمارہ نمبر 6، جولائی 2012: 28۔

[2] عبدالحمید سواتی، مقدمہ فیوضات حسینی، 8: 9۔

الجنجوہی) 6۔ برہان التسلیم 7۔ خلاصہ فتح القدیر 8۔ تحفہ ابراہیمیہ 9۔ حواشی فوائد عثمانی 10۔ تفسیر بے نظیر 11۔ تلخیص الطحاوی۔[3]

تفسیری کام

تفسیر اور فہم قرآن کے باب میں مولانا الوانی کے افادات کا مجموعہ "بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان" ہے، جسے دوران تدریس آپ کے شاگردان رشید مولانا غلام اللہ خان اور مولانا نذیر حسین نے قلم بند کیا اور اس سے طبع کروایا۔ بلغۃ الحیران دوبارہ ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف کی تحقیق و تصنیف کے ساتھ طبع ہوئی ہے اسی طرح تفسیر بے نظیر مولانا حسین الوانی کی حیات میں دوبارہ طبع ہوئی۔ تیسری بار مولانا غلام اللہ خان نے اسے التبیان فی تفسیر القرآن کے نام سے شائع کیا، جب کہ مولانا محمد حسین شاہ نیلوی نے حاشیہ بدر منیر کے ساتھ شائع کیا۔ آپ کی کچھ املائی تالیفات حدیث پاک، عقیدہ اور کچھ تصوف کے موضوع پر ہیں، مگر ان سب پر قرآن فہمی نے فوقیت پائی اور اپنے ہاتھوں سے تالیف نہ کرنے کے باوجود آپ کی اختیار کی ہوئی اصطلاحات خلاصہ جات اور ربط سور و آیات کو اس قدر قبول عام حاصل ہوا کہ وہ آپ کے شاگردان رشید کی کاوشوں سے نہ صرف کتابی شکل میں محفوظ ہو گئے بلکہ مولانا الوانی کا طرز تفسیر ایک الگ منہج قرار پایا۔ مولانا حسین علی الوانی کا اسلوب تفسیر "تفہیم نص" سے قریب تر ہے کیونکہ ان کا انداز معلمانہ و مفسرانہ سے زیادہ داعیانہ اور مصلحانہ تھا۔ نص قرآنی کی تفہیم اور فن تدوین کی ابتدا تو عہد نبوی ﷺ سے ہو گئی تھی۔ ناسخ منسوخ کا بیان لحون واصواتِ عرب کی پابندی اور جدا جدا ہونے کی صورتیں نبی ﷺ کی حیات طیبہ، ایک مہتم بالشان کام تھا، یہی امور بعد میں تفسیر اصول تفسیر، تجوید و قرآت اور دیگر علوم کی بنیاد بنے۔ ربط آیت اور سور پر کام تو مولانا الوانی سے پہلے بھی ہو چکا تھا مگر اس موضوع پر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ذوق عطا فرمایا تھا جو ان کو اپنے سابقین سے ممتاز کرتا ہے مولانا حسین الوانی کے شاگردان رشید نے آپ کے افادات قلم بند کر کے ان کو شائع کیا ہے۔ اس طرح 11 کتب مولانا کے افادات پر مشتمل شائع ہو چکی ہیں: فہرست درج ذیل ہے۔[4]

نظم قران

اب ہم نظمِ قرآن سے متعلق مولانا حسین علی کے تفسیری افکار اور ان کے نظمِ قرآن کو ان کے تفسیری افادات کی روشنی میں چند اہم نکات کی شکل میں زیرِ بحث لاتے ہیں۔

قانون حصر اور نظم قرآن

---

[3] تفصیل کے لیے امام الموحدین مولانا حسین علی الوانی۔ Sunnionline.us/urdu2015(Google)

پروفیسر اکرام الحق، نص قرآنی کی تفہیم کے لیے فنی کاوشیں. Google مولانا حسین علی۔ Algazali.org/index.php

[4] اور مولانا حسین علی واں بھچروی کی اصطلاحات۔

مولانا الوانی رحمہ اللہ دعویٰ سورت اور اس پر دلائل کے تناظر میں قانون حصر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جب دعویٰ پر عقلی دلیل ذکر کی جاتی ہے اور اس کے کسی حصے میں حصر ہو تو اس دلیل کے تمام اجزا اور متعلقات میں حصر ہو گا، جیسا کہ ارشاد ہے: یاایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقونً الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا اللہ اندادا وانتم تعلمون۔[5] "اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے کچھ پانی اتارا، پھر اس کے ساتھ کئی طرح کے پھل تمہاری روزی کے لیے پیدا کیے، پس اللہ کے لیے کسی قسم کے شریک نہ بناؤ، جب کہ تم جانتے ہو۔" اس کے بعد اسی دلیل پر بیان اس کو مرتب فرمایا: کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون، ھوالذی خلقکم ما فی الارض جمیعا۔[6] "تم کیسے اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے تو اس نے تمھیں زندگی بخشی، پھر وہ تمھیں موت دے گا، پھر تمھیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے سب تمھارے لیے پیدا کیا۔" اس آیت میں "ھو الذی خلق لکم ما" میں چونکہ حصر ہے، اور یہ آیت پہلی پہلی دلیل عقلی ہی سے متعلق ہے۔ اس لیے اس دلیل کے تمام اجزا حصر پر ہی محمول ہوں گے، مطلب یہ ہو گا کہ ان تمام کاموں کا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور سب کچھ جاننے والا بھی وہی ہے۔[7]

الم تر کی تحقیق

قرآن مجید کی بعض آیات "الم تر" کے کلمات سے شروع ہوتی ہے۔ مولانا الوانی کے نزدیک ان کلمات کے ما قبل اور مابعد کو ارتباط و تناسب کے لحاظ سے خاص اہمیت حاصل ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا فرماتے ہیں: "لفظ (الم تر) کبھی ابتدائے کلام میں آتا اور کبھی درمیان میں۔ جب کلام کے درمیان میں آجائے تو اکثر اس کا مابعد ما قبل سے بظاہر مرتبط نظر نہیں آتا۔ مثلا: الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت[8] "کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے تھے اور وہ ہزاروں کی تعداد میں تھے۔" اس سے پہلے طلاق اور عدت کا ذکر ہے اور اس کے بعد جہاد کا۔ بظاہر یہاں کوئی وجہ ارتباط نظر نہیں آتی۔ لہٰذا ایسے مقامات میں "الم تر" کا لفظ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے مرتبط کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ سورۃ بقرہ کے اس مقام میں چونکہ اصل مقصد مسئلہ جہاد کا بیان

---

[5] البقرۃ 2: 21-22۔

[6] البقرۃ 2: 28-29۔

[7] مولانا غلام اللہ خان، مقدمہ تفسیر جواھر القرآن (راولپنڈی: کتب خانہ رشیدیہ، س ن)، 1: 12۔

[8] البقرۃ 2: 243۔

ہے جو: وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم۔ [9] "اور اللہ کے راستے میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں"، سے شروع ہوا ہے۔ درمیان میں دوسرے امور ضروریہ کا ذکر آ گیا تھا۔ اس لیے مسئلہ جہاد کو دوبارہ ذکر کرنے سے پہلے "الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم وھم الوف حذر الموت [10]، سے ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے، تاکہ اس کے مابعد کو اصل مضمون سے جو پہلے (دور) گزر چکا ہے، مرتبط کیا جائے، اور اس کا ربط مذکورہ واقعہ سے ماقبل طلاق کا اور عدت سے نہ جوڑا جائے۔ بعینہ سورۃ مائدہ کی آیہ مبارکہ: الم تعلم ان اللہ لہ ملک السموت والارض [11] "کیا تو نے نہیں جانا کہ بے شک اللہ ہی ہے جس کے پاس آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے"، وارد ہوا ہے۔ [12]

جہاں تک فہم قرآن سے متعلق قواعد واصول کا تعلق ہے تو اس کو مولانا الوانی کے قابل قدر مفسر شیخ التفسیر مولانا سید حسین شاہ نیلوی نے "الفجر المستطیر" کے نام سے جمع کیا ہے۔ ان قواعد واصول میں سے صرف انھی کو ذکر کیا جائے گا۔ جو مولانا الوانی کے تصور نظم کے ساتھ بالواسطہ یا بلاواسطہ متعلق ہیں۔ مولانا حسین شاہ نیلوی "الفجر المستطیر" [13] کہ آغاز میں لکھتے ہیں: "ہمارے پیر و مرشد حضرت الشیخ مولانا حسین علی الوانی قدس اللہ سرہ فہم قرآن مجید سے متعلق جو قوانین اپنی تقریر قرآن مجید کے دوران بیان فرمایا کرتے تھے، وہ یہ ہیں:

1۔ قرآن مجید کا قاعدہ اکثر یہ ہے کہ سورت کے شروع میں تو تمہید ہوتی ہے۔ اس کے بعد صراحتا یا ضمناً مدعا بیان ہوتا ہے۔ 2۔ قرآن مجید میں صرف دو اعلیٰ مرتبوں کا بیان ہوتا ہے۔ (1): ایمان کامل، (2) کفر کامل باقیوں کا حال مقایسہ پر چھوڑا جاتا ہے۔ 3۔ جہاں عذاب سے تخویف کی جائے جو دفع عذاب کیلئے دو امر بتائے جاتے ہیں: 1۔ احسان کرنے کا حکم۔ 2۔ ظلم نہ کرنے کا حکم۔ 4۔ جہاں یہ آتا ہے کہ دنیا سے دھوکہ نہ کھاؤ وہاں تین امور بیان ہوتے ہیں: 1: دنیا قلیل و حقیر ہے، 2: دنیا میں مجرمین کو عذاب ملتا ہے، 3: آخرت میں بھی مجرمین کو عذاب ملے گا۔ 5۔ جو مسئلہ سباق سے معلوم ہو سکے اس کو اشارتا ذکر کیا جاتا ہے، اور جو مسئلہ سباق سے معلوم نہ ہو سکے اس کو صراحتا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ دونوں مسئلے مختصر عبارت کے ساتھ ادا ہو جائیں۔ 6۔ قرآن مجید میں پہلے قاعدے کا ذکر ہوتا ہے پھر اس کی جزئیات بیان کی جاتی ہیں، جیسے قاعدہ بتایا "وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمھا الا ھو" اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا" پھر "ویعلم ما فی البر والبحر" کے ساتھ اس قاعدے کی جزئیات بتائیں۔ 7۔ قرآن مجید میں یہ بات بہت دفعہ آئی ہے کہ جب ایک طرف ایک بات ذکر کی جاتی ہے، تو دوسری طرف دوسری بات کا کچھ حصہ ذکر کیا جاتا ہے

---

[9] البقرۃ2: 190۔

[10] البقرۃ2: 243۔

[11] المائدۃ5: 40۔

[12] غلام اللہ خان، جواھر القرآن: 18/1۔

[13] "الفجر المستطیر" کے یہ صفحات مولانا حسین علی الوانی کی کتاب احسن التفسیر کے ساتھ بطور ضمیمہ ملحق ہیں۔

تاکہ دونوں کو دیکھ کر ایک پورا مضمون سمجھا جاسکے۔مثلاً سورت سبا میں ایک طرف الحمد للہ فرمایا اور دوسری طرف وھو الحکیم الخبیر سے دوسرے جملے ولہ الحمد فی الآخرۃ کی علت بیان کی، تو معنی یہ ہوا کہ سب کچھ کرنے والا وہی ہے۔8۔قرآن کریم سیرت کی یا تاریخ کی کوئی کتاب نہیں ہے کہ وہ جس شخص کا ذکر کرے اس کے تمام حالات کا استقصا کرے، وہ جس شخص کا ذکر کرتا ہے، اس کی زندگی کے اسی پہلو کو نمایاں کرتا ہے، جو دوسروں کے لیے پند و موعظت اور عبرت کا سبق ہو۔9۔ قرآن مجید کی قسمیں مذاق عرب پر بالکل گراں نہیں گزریں اور اہل لسان میں سے مخالفین میں بھی کبھی اعتراض نہ کیا کہ خدا کہ کلام میں یہ مخلوقات کی قسمیں کیسی؟ مدعا کو ثابت کرنے کے لیے مقسم بہ کو بطور دلیل شاہد کے طور پر پیش کیا جاتا ہے ،اور قرآن کریم میں اس کی مثالیں بکثرت ملتی ہیں جیسے : والعصر ان الانسان لفی خسر " زمانے کی قسم یقینا (زمانہ گواہ ہے کہ) آدمی گھاٹے میں ہے "، ایسے ہی ن والقلم ہے ایسے ہی کئی سورتوں میں آیا ہے۔10۔سیاق عبارت سے جو مسئلہ نکلے اسے قرآن کریم میں اکثر اشارتاً بیان کیا جاتا ہے اور جو مسئلہ سیاق سے معلوم نہ ہو وہ صراحتاً مذکور ہوتا ہے۔11۔قرآن کریم میں گزشتہ واقعات کے بیان میں جہاں امر کا صیغہ استعمال ہوگا، وہاں پر اس سے پہلے کان یا کن مقدر ہوگا، جیسے "وانزلنا علیک والمن والسلوی (قلنا) کلو من طیبت مارزقنا کم۔[14] 12۔قرآن مجید کے اکثر مقامات میں امر کا صیغہ بول کر امر مدامی مراد لیا جاتا ہے، جیسے : (واقیموا الصلوۃ واتوالزکوۃ)[15] اور نماز قائم کرو اور زکوۃ ادا کرو۔"13۔ایک ہی کلام میں قالو کئی بار آجاتا ہے، سو ایک قالوا کی ضمیر سے ایک بعض مراد ہوگا، اور دوسرے قالوا کی ضمیر سے دوسرا بعض مراد ہوگا، جیسے : قال قائل منھم کم لبثتم قالو لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم[16] " ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا تم کتنی دیر رہے؟ انہوں نے کہا ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے۔" 14۔ حوامیم حج کے خطبوں کی طرح ہیں اور وہ اس طرح کہ پہلے خطبے میں اس دن کے احکام بھی بیان ہوتے ہیں اور آئندہ دو دنوں کے بھی اور دوسرے خطبے میں تیسرے دن کے احکام بھی بیان کیے جاتے ہیں، اور آئندہ دو دنوں کے احکام بھی بیان ہوتے ہیں اور تیسرے خطبے میں اس خطبہ والے دن کے احکام بھی بیان ہوتے ہیں اور دیگر احکام بھی۔ لیکن اپنے اپنے موقع پر اس کی زیادہ تفصیل بیان کی جاتی ہے اور دوسرے موقع پر اجمال ہوتا ہے۔[17]

مضامین قرآن اور نظم قرآن

قرآن مجید میں کل چھ مضامین بیان کیے گئے ہیں : (1) توحید (2) رسالت (3) قیامت (4)احکام (5) تخویف (6) بشارت۔ باقی دلائل بطور شواہد اور قصص بطور عبرت اور تذکیر بایام اللہ بیان کیے گئے ہیں۔ قیامت کا ذکر بسلسلہ تخویف

---

[14] البقرۃ2: 58۔

[15] البقرۃ2: 110۔

[16] الکھف18: 19۔

[17] سید محمد حسین نیلوی، الفجر المستطیر (سرگودھا: المکتبۃ الحسینیۃ، سن) ملحق احسن التفسیر: 260۔

اخروی آئے گا۔احکام جماعت مسلمین (امت مسلمہ) کو ایک نظام کے تحت منظم کرنے کے لیے بیان کیے جائیں گے اور رسالت کا بیان توحید کے لیے ہو گا، گو یا مقصود اصل توحید ہے باقی سب اس کے توابع ہیں۔[18]

مضامین قرآن کی ترتیب اور نظم قرآن

مولانا الوانی کے نزدیک قرآن مجید میں اکثر مضامین کا طریقہ ذکر یہ ہے؛پہلے تمہید ہوتی ہے پھر اصل مضامین یا دعوے ذکر کیے جاتے ہیں۔پھر لف ونشر مرتب یا غیر مرتب کے طور پر ان مضامین کا اعادہ کیا جاتا ہے۔یا قصص وواقعات کو ان پر بطور مذکور متفرع کیا جاتا ہے، یا ثمرات ونتائج کو اسی طریق سے بیان کیا جاتا ہے۔مضامین کا یہ طریقہ بیان سورۃ مائدہ سے لے کر حوامیم سبعہ کے آخر تک برابر چلا گیا ہے ۔اس کے بعد بھی کم و بیش کہیں کہیں یہ طرز بیان پایا جاتا ہے۔[19] مولانا الوانی کی ترتیب کے مطابق مضامین قرآن اس طرح مکمل ہوتے ہیں: 1۔سب سے پہلے تمہید۔2۔اس کے بعد اصل مضمون یا دعویٰ۔3۔اس کے بعد لف و نشر مرتب یا غیر مرتب طور پر مضامین مذکورہ کا اعادہ۔4۔یا قصص مذکورہ مضامین پر تنوع کیا جاتا ہے۔5۔یا ثمرات و نتائج کو قصص کی طرح تنوع کیا جاتا ہے۔

آپ کے شاگرد رشید مولانا غلام اللہ خان کے الفاظ میں: "پہلے سورت میں تمہید کے بعد دعویٰ توحید کے مختلف عنوانات ذکر کیے جاتے ہیں۔پھر ان دعاوی کا علی سبیل اللف والنشر المرتب یا غیر المرتب اعادہ کیا جاتا ہے۔یا قصص ان دعووں پر ان ہر دو طریق سے متفرع کیا جاتا ہے۔یا ثمرات ونتائج کو طریق مذکور کے مطابق متنوع کیا جاتا ہے۔"[20]

قرآن کا دعویٰ اور کتب سابقہ اور نظم قرآن

مولانا الوانی کے نزدیک جس طرح مضامین قرآن میں سے مرکزی مضمون توحید ہے،اور اس طرح قرآن کریم کا دعویٰ بھی توحید ہے۔جواہر القرآن اور بلغۃ الحیران کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نے قرآن کریم کی بیشتر سورتوں کا دعویٰ اور اصلی موضوع توحید کو قرار دیا ہے۔قرآن کریم کے ساتھ ساتھ مولانا الوانی کے ہاں کتب سابقہ کا دعویٰ بھی توحید ہی تھا۔سورۃ بنی اسرائیل آیت: وآتینا موسی الکتاب وجعلنٰہ ھدی لبنی اسرائیل الاتتخذوا من دونی وکیلا[21] "اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنایا کہ تم میرے سوا کوئی کارساز نہ پکڑو۔" کے تحت فرماتے ہیں: "یعنی موسیٰ بھی اپنی قوم کو کہتے رہے ہیں کہ الاتتخذوا من دونی وکیلا ای لا تعبدوا الا اللہ ولا تدعوہ غیرہ تعالیٰ فی الحوائج غائبا۔اللہ

---

[18] مولانا غلام اللہ خان، مقدمہ تفسیر جواہر القرآن،1: 9۔البرھان فی اصول جواھر القرآن،69۔

[19] غلام اللہ خان، مقدمہ تفسیر جواھر القرآن 1: 9۔

[20] البرہان فی اصول جواھر الفرقان،69۔

[21] بنی اسرائیل17: 2۔

تعالیٰ حکم دے رہا ہے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنی ضرورتوں میں اس کی غیر موجودگی میں (مدد کے لیے) پکارو۔ یہی تمام تورات کا خلاصہ ہے۔ پس معلوم ہو گیا کہ تمام سابقہ انبیاءؑ سابقہ اور سارے کتب سابقہ سماویہ کا یہ دعویٰ تھا۔ "[22]

سورۃ الفاتحہ کا سورۃ الناس سے نظم

مولانا الوانی سورۃ الفاتحہ (فاتحہ القرآن) اور سورۃ الناس (خاتمہ القرآن) کا ربط و تناسب اس طرح بیان کرتے ہیں: "الحمد للہ رب العالمین، الرحمٰن الرحیم، ملک یوم الدین، ایاک نعبد وایاک نستعین" سورۃ فاتحہ میں توحید کے تین مراتب کا ذکر ہوا ہے: الحمد للہ رب العالمین یعنی پیدا کرکے پالنے والا۔ سورۃ الناس میں بیان ہوا ہے: اعوذ برب الناس "میں پناہ پکڑتا ہوں لوگوں کے رب کی" فاتحہ میں فرمایا: ایاک نعبد وایاک نستعین "ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد مانگتے ہیں"، سورۃ الناس میں فرمایا: وہ جس کی عبادت کی جائے اور جس سے مانگا جائے وہ اللہ تعالیٰ جو الٰہ الناس ہے۔ "[23]

سورۃ الکافرون تا سورۃ الناس میں مناسبت

سورۃ الکافرون سے سورۃ الناس چھ سورتوں کو باہم مربوط کرتے ہوئے لکھا ہے: "چار قل ہیں: اول (سورۃ الکافرون) میں سلام متارکت ہے۔ دوسرے (سورۃ الاخلاص) میں اعتقاد کا بیان ہے۔ تیسرے (سورۃ الفلق) میں اس جہان کے حوادث سے رب الفلق کے ہاں پناہی اور حفظ و امان کرنے کا حکم ہے۔ اور چوتھے (سورۃ الناس) میں حکم دیا گیا ہے کہ دینی حوادث اور بلیات کے لیے رب الناس کی پناہ میں آ جاؤ۔ درمیان میں سورۃ النصر اور سورۃ تبت کافرون کے متعلق ہے۔ یعنی تو سلام متارکت کہہ دے۔ میں فتح دوں گا۔ اور تیرے دشمنوں کو ہلاک کر دوں گا۔ "[24]

خلاصۂ بحث

قرآن مجید کے علوم میں سے نظمِ قرآن (ربط، ارتباط، مناسبت) کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ غیر عرب علما میں سے، جن لوگوں نے اپنے تفسیری افکار میں نظم قرآن پر خصوصی توجہ دی، ان میں ایک نام ور شخصیت مولانا حسین علی الوانی کی ہے۔ آپ چالیس سال تک تفسیری موضوعات پر غور و فکر کرتے رہے۔ اس طویل غور و فکر کا نتیجہ آپ کی یادگار املائی تصنیف "بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان" ہے، جس میں شروع سے آخر تک قرآنی آیات و سور کے ارتباط و مناسبت پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ مولانا کے تصور نظم قرآن میں خاص انفرادیت یہ ہے کہ آپ کا منہج قدیم کبار علما سے انحراف نہیں کرتا۔ نظم کے حوالے سے آپ کے تفسیری افکار غیر معمولی اہمیت کے حامل ہیں۔

---

[22] مولانا غلام اللہ خان، تسہیل بلغۃ الحیران فی ربط آیات الفرقان، ۔ تحقیق۔ ڈاکٹر سراج الاسلام سیف (پشاور: اشاعت کمیٹی، 2008ء)، 1: 479۔

[23] غلام اللہ خان، تسہیل بلغۃ الحیران، 1: 309۔

[24] غلام اللہ خان، تسہیل بلغۃ الحیران، 2: 641۔۔